حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

عصر حاضر اور عائلی زندگی میں تحمل و برداشت کی اہمیت و معنویت کے اطلاقی مظاہر: اقوال و تعامل صحابہ اور فقہاء کی روشنی میں

Applied Manifestations of the Importance and Significance of Patience and Forbearance in Contemporary and Family Life: Sayings and Interactions in the Light of Sahaba and Jurists

☆**ڈاکٹر عتیق الرحمن**: ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یو ای ٹی لاہور۔

☆☆**ڈاکٹر صدف سلطان**: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، LCWU لاہور۔

Abstract

Resilience and tolerance are essential virtues in navigating the complexities of family life, offering stability and harmony amidst challenges. This study delves into the profound insights and practical applications of these virtues within the framework of the sayings of companions and jurists. Drawing from Islamic teachings and scholarly discourse, the research sheds light on the significance of resilience and tolerance as foundational pillars for familial well-being. In examining resilience, the study emphasizes the capacity to bounce back from adversity, demonstrating strength and adaptability in the face of trials. It explores the role of patience, perseverance, and steadfastness in maintaining familial bonds during times of hardship. Through the lens of the companions' experiences and the wisdom of jurists, it highlights strategies for cultivating resilience within the family unit. Furthermore, the research underscores the importance of tolerance in fostering understanding, empathy, and mutual respect among family members. It explores the concept of tolerance as a bridge to harmony, promoting acceptance of differences and peaceful coexistence within the family dynamic. Through case studies and practical examples, it illustrates the transformative power of tolerance in resolving conflicts and promoting unity in diverse family settings. By integrating theoretical insights with practical applications, this study offers a comprehensive framework for cultivating resilience and tolerance within the family. It emphasizes the role of education, communication, and spiritual grounding in nurturing these virtues, ultimately fostering stronger, more resilient family units. Through a deeper understanding of the sayings of companions and jurists, individuals can embark on a journey towards building resilient, harmonious families grounded in the values of patience, tolerance, and mutual support.

Key words: Resilience, tolerance, family life, companions, jurists, Islamic teachings.

تعارف

عائلی زندگی انسانی زندگی کا ایک وسیع باب ہے جس باب میں قرآن و حدیث سے لیکر امت کے اولیاء عظام تک ہر ایک طبقے میں، عائلی زندگی کی بہتری کیلیے تعلیمات موجود ہیں۔ جن کا مرکز و محور سیرت ﷺ ہی ہے کیونکہ حضور اکرم ہی وہ مقدس ہستی ہے جو کہ کامل و اکمل ہے اور زندگی کے ہر شعبے سے متعلق رہنما اصول آپ ﷺ کی سیرت میں عملی صورت میں موجود ہیں جو کہ قیامت تک نا صرف ایک مسلمان بلکہ غیر مسلم کیلیے بھی اپنے گھر کو جنت بنانے کیلیے کافی ہیں۔ صحابہ کرام چونکہ مکتب نبوی ﷺ کے ہی طالب علم ہیں اور آپ ﷺ سے ہی تعلیم پانے والے ہیں، ان کے مالی زندگی سے تعلق تعلیمات بھی اصل میں تعلیمات نبوی ﷺ ہی کا مفہوم ہی کیونکہ صحابہ کرام کے پاس ہر مسلے کو حل کرنے والے ہستی اللہ کے محبوب ﷺ ہی کی ہستی تھی جن سے صحابہ کرام کو کوئی بھی مسئلہ در پیش ہوتا تو وہ سیدھے بارگاہ ﷺ میں جاتے اور اس مسئلے کو حل اللہ کے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

فرماتے۔ یہ سلسلہ چلتا ہو فقہاء امت تک آتا ہے اور آج تک آپ کی تعلیمات کو علماء امت نے سینہ بہ سینہ محفوظ کیا اور آگے پہنچانے کا مشن تھام رکھا ہے۔ ان تعلیمات میں عائلی زندگی میں تحمل و برداشت اختیار کرنے کا، ایک وسیع باب موجود ہے۔ تحقیقی کام کی نوعیت کے اعتبار سے ہم سب سے اول میں صحابہ کا تعارف، فضیلت، اور ان کے عائلی زندگی سے متعلق اقوال جنہیں اصطلاح میں "آثار" کہا جاتا ہے، کا ذکر کریں گے اس کے بعد فقہاء کا تعارف و اقوال، کا جائزہ لیں گے۔

عائلیات اسلامیہ اور تحمل و برداشت: سیرت صحابہ کی روشنی میں

حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے ہر پیغام کو اپنے صحابہ کی طرف منتقل فرمایا، اور صحابہ کرام نے یہ امانت تابعین تک منتقل فرمائی یوں یہ سلسلہ قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔ صحابہ کرام کا زمانہ حضور ﷺ کے زمانے کے ساتھ ان سے براہ راست تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے اس لیے عائلی زندگی کا موضوع ہو یا پھر زندگی کا کوئی بھی موضوع ہو تو، جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی یہی درس دیا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول سے تعلیم پانے والی مقدس ہستیوں کے علم و عمل کو ترجیح دی جائے۔

جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود صلی اللہ کا قول ہے:

> آپ لوگوں میں جو شخص بھی کسی طریقے کو اپنانا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ ان کے طریقے کو اپنائے جو فوت ہو چکا ہے، یعنی جو اسوقت فوت شدہ صحابہ تھے کیونکہ زندہ انسان کی فتنے سے بچنے کی کوئی گارنٹی نہیں، اور وہ لوگ محمد ﷺ کے صحابہ ہی ہیں (جو اس دنیا سے چلے گئے ہیں اور انہی کی پیروی میں بھلائی ہے۔ جو اس امت کے افضل ترین لوگ تھے، انتہائی نیک دل، راسخ علم والے، کم سے کم تکلف کرنے والے، وہ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت اور اقامت دین کے لئے منتخب فرمایا، تو تم سب ان کے اخلاق اور دین کو اپناؤ کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔[1]"

اور عبداللہ بن مسعود کا ایک یہ بھی قول ہے:

> یقیناً اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو محمد کی ﷺ کا دل سب سے بہتر پایا، اس لئے انہیں اپنے لئے چن لیا، اور اپنا پیغام دے کر بھیجا پھر محمد ﷺ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان صحابہ کے دلوں کو سب سے بہترین پایا اس لئے انہیں اپنے نبی کے وزرا بنا دیا، جو اس کے دین کی خاطر جہاد کرتے تھے۔[2]

اللہ سے ڈریں اور صحابہ کرام کا حق، فضیلت و مرتبہ پہچان لیں، نبی ﷺ کے ساتھ ان کا کوئی بھی ایک لمحہ گزارنا بھی انتہائی فضیلت کا باعث ہے، جیسا کہ امام مفسرین عبداللہ بن عباس یااللہ نے فرمایا ہے:

> کسی بھی صحابی کا نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا تم میں سے کسی شخص کے چالیس دن کے عمل سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی ساری زندگی کی عبادت سے بہتر ہے۔[3]

---

[1] أعلی بن أن بکر بن سلیمان الھیثمي، غایة المقصد في زوائد المسند، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان/230

[2] إسماعیل بن محمد بن الفضل، الحیل بیان المحجة، دار الرایة السعویة الریاضي 2/429

[3] ایضا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ان تمام تر تعلیمات سے حاصل یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ کے تربیت یافتہ صحابہ کی پیروی کی جائے اور ہر زندگی کے معاملے میں ان سے روشنی لی جائے۔اس لئے ہم ایک نظر صحابہ کے مقدس گھرانوں پر ڈالتے ہیں کہ کیسی تھی ان کی عائلی زندگی اور اس میں ان کا تحمل و برداشت۔

اقوال صحابہ اور تحمل و برداشت کے فرامین

عائلی زندگی میں تحمل و برداشت کا سبق صحابہ کرام کی ان ہستیوں نے براہ راست سلطان دوجہاں سے پڑھ کر نہ صرف واپنی زندگی سنوار لی بلکہ ساتھ ساتھ صحابیت کا درجہ پا کر جنت خرید لی جو بھی شاہ دوجہاں کے سامنے ایمان لاتا گیا، قربان ہوتا گیا جنت پاتا گیا۔

فرمان نبوی ہے:

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَانِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وعَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وأَبو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ في الجنَّةِ[4].

حمید بن عبد الرحمان صلی اللہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف صلی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر کو فرمایا:

(1)ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۲) عمر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۳) عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۴) علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۵) طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۶) زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۷) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۸) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۹) سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں(۱۰) اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں۔"

اللہ کے پیارے رسول نے جس جس کو جنت کی بشارت دی باقی سب نے تحمل سے سن لی، متحمل و برداشت کا مظاہرہ کیا، صبر کیا عمل کی زندگی میں آگے بڑھے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ اپنوں کو نوازا ہے لیکن عصر حاضر میں کچھ ایسے پیدا ہوئے ہیں جو ایسے فاسد خیال اپنے فاسد دماغ میں رکھتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو یہ خاص تلقین کی ہے کہ جب بھی تمہیں زندگی کے کسی شعبے میں رہنمائی کی ضرورت ہو تو قرآن و حدیث کے بعد میرے صحابہ کی طرف پلٹ آنا جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم : مَهْمَا أُوتِيْتُمْ مِنْ كِتَابِ اللهِ فَالْعَمَلُ بِهِ لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِهِ فَإِن لَّمْ يَكُنْ فِيكِتَابِ اللّٰهِ فَسُنَّةٌ مِنِّي مَاضِيَةٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ سُنَتِي فَمَا قَالَ أَصْحَابِي إِنْ أَصْحَابِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ فَأَيُّمَا أَخَذْتُمْ بِهِ اهْتَدَيْتُمْ وَاخْتِلَافُ أَصْحَابِي لَكُمْ رحمة[5]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی تمہیں کتاب اللہ کا حکم دیا جائے تو اس پر عمل لازم ہے، اس پر عمل نہ کرنے پر کسی کا عذر قابل قبول نہیں، اگر وہ (مسئلہ) کتاب اللہ میں نہ ہو تو

[4] الشیخ محمود محمد خلیل، المسند الجامع، الشرکۃ المتحدۃ التوزیع الصحف والمطبوعات، الکویت، 12/356

[5] الدیلمی فی مسند الفردوس، 4/160

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

میری سنت میں اسے تلاش کرو جو تم میں موجود ہو اور اگر میری سنت سے بھی نہ ہو تو اس مسئلہ کا حل) میرے صحابہ کے اقوال کے مطابق (تلاش) کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال یوں ہے جیسے آسمان پر ستارے (جو کہ یکساں روشنی دیتے ہیں، ان میں سے جس کا دامن پکڑلو گے ہدایت پا جاؤ گے اور میرے صحابہ کا اختلاف (بھی) تمہارے لئے رحمت ہے۔"

صحابہ کی عائلی زندگی کا ایک انسان ایک بار ایک دوست ایک خانہ دار کی حیثیت سے نمونہ پیش کرنا مقصود ہے، بالفاظ دیگر مقصود یہ ہے کہ اس مقدس جماعت کی عائلی اور خاندانی زندگی کیسی تھی اور کیسے ان کی زندگی میں تحمل و برداشت تھا۔ انسان فطرتا اجتماعیت پسند واقع ہوا ہے اور اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام نے یہ قطعا روانہ رکھا کہ کوئی تجرد اور ترک دنیا کر کے، اہل وعیال اور زن وفرزند سے نفرت رکھ کر خدا کی محبت کا غلط مدعی بن بیٹھے، اسلام نے فلسفیوں کی اشراقیت، عیسائیوں کی رہبانیت اور اہل ہند کے جوگ کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ جب انسان فطری طور پر اجتماعی زندگی گزارے گا اور اسلام نے اس کو پسند کیا ہے تو معاشرہ اور خصوصاً خاندان کے مختلف افراد سے اس کا تعلق قائم ہو جائے گا، اپنے ماں باپ، اہل وعیال، عزیز و رشتہ دار، دوست واحباب سب سے رابطہ ہونا لابدی ہو جائے گا اور ان کے کچھ حقوق و فرائض بھی اس پر عائد ہوں گے جن کی ادائیگی میں تحمل و برداشت کی ضرورت ہے تاکہ ان کی ادئیگی میں کمی پیشی واقع نہ ہو، اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کے اولین مخاطب صحابہ کرام نے ان تعلقات کو کسی طرح ادا کیا؟ اور کس نے عائلی زندگی میں تحمل و برداشت کے بارے کیا کہا اور کیا کردار ادا کیا۔

عائلیات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تحمل و برداشت کے نظائر

سیدنا ابو بکر صدیق جو کہ خلیفہ اول تھے ان کے بارے میں جانتے ہیں کہ کیسی تھی ان کی عائلی زندگی اور انہوں نے اس کے بارے میں کیا فرمایا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا وزیر کا عہدہ عطا فرمایا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں اللہ کے نبی نے فرمایا:

عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم : مَا مِنْ نَبِي إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ[6]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ سو آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر، جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔"

عائلی زندگی میں تحمل و برداشت اور عائلی زندگی کے دیگر معاملات جیسا کہ مال و دولت میں سے دوسروں کا حصہ دینا جسے وراثت کی تقسیم کہتے ہیں آج کل عائلی زندگی میں وراثت کی تقسیم ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، وراثت کی اہمیت اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، خصوصاً ان حالات میں، جب کہ اولاد سے محبت میں مساوات نہ ہو اور زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے حصے کا تصور ہی ذہن میں نہ آتا ہو اور اسلام نے ماں، بیوی اور بیٹی سبھی کو مستحق قرار دیا ہو؛ لیکن صحابہ

---

[6] الدیلمي في مسند الفردوس، 4/282

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کرام کی زندگی کا جائزہ لیجیے اور عش عش کرتے رہے، حضرت ابو بکر **رضی اللہ عنہ** کو اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ **رضی اللہ عنہا** سے دیگر اولاد کی بہ نسبت زیادہ محبت والفت ہے، ان کو کچھ مال دیا ہوا ہے، پر اب تک قبضہ نہیں ہو سکا ہے، اس لئے ہبہ مکمل نہیں، اچانک وقت موت آپہنچتا ہے، فرماتے ہیں: اسے بیٹی! مجھے اس بات سے زیادہ عزیز کوئی اور چیز نہیں کہ تم میرے بعد خوشحالی کی زندگی گزارو اور اس سے زیادہ ناگوار کوئی چیز نہیں کہ تم افلاس کی زندگی گزارو، تاہم میں نے تمہیں جو مال ہبہ کیا ہے اس پر قبضہ نہیں ہوا اور وہ وراثت میں شامل ہے، تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں بھی وارث ہیں؛ اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لیا: "بولیں: اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتب بھی میں چھوڑ دیتی۔[7]

وراثت کی تقسیم میں ایک باپ اور بیٹی کا تحمل و برداشت دیکھیئے کہ اللہ کے حکم کو پورا کرنے اور عائلی زندگی کے فرائض کی تشکیل میں کمی پیشی نہیں آنے دی گئی۔

حضرت ابو بکر رضي الله عنه کی زوجہ نے حلوہ پکانے کے حوالے سے رقم جمع کی، آپ رضي الله عنه کی گھر والی نے، پھر آپ نے بیت المال میں یہ رقم جمع کروادی اور تحمل فرمایا۔

عائلیات سیدنا عمر فاروق رضي الله عنه اور تحمل و برداشت کی امثلہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضي الله عنه جو کہ خلیفہ دوم اور امیر المومنین تھے، ان کے بارے میں اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ الله صلي الله عليه وآله وسلم : لأبي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما : هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ[8].
>
> حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: یہ دونوں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے علاوہ اولین و آخرین میں سے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہیں۔"

عائلی زندگی میں بہن بھائیوں کی محبت ایک بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ان کے ساتھ زندگی بسر ہوتی ہے لیکن آج کل ایک بھائی بھائی کا دشمن ہے اور اسے مارنے پر تلا ہوا ہے اور صحابہ کرام میں اس قدر محبت اور پیار تھا کہ وہ زندگی بھر اپنے بھائی کے مرنے غم نہیں بھلا پاتے تھے۔

علامہ عبداللہ فارانی لکھتے ہیں:

> حضرت عمر رضي الله عنه کو اپنے بھائی زید سے اس قدر محبت تھی کہ وہ غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے تو عمر بھر ان کا داغ دل سے نہ مٹ سکا، فرمایا کرتے تھے کہ: جب ہوا چلتی ہے تو اس سے مجھے زید رضي الله عنه کی خوشبو آتی ہے۔"[9]

مزید لکھتے ہیں کہ:

> حضرت عمر رضي الله عنه نے ایک شخص کو عامل مقرر فرمایا، اس نے کہا: میرے متعدد لڑکے ہیں، مگر میں نے کسی کو نہیں چوما، فرمایا: "خدا صرف محبت کیش آدمیوں پر رحم کرتا ہے۔[10]

---

[7] عبداللہ قاراق، سیرۃ الصحابہ، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور، ص 78

[8] الطبران في المعجم الاوسط، 2/91

[9] عبداللہ قارانی، سیرۃ الصحابہ، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور، ص 78

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حضرت عمر رضي الله عنه کے پاس ایک شخص اپنی زوجہ کی شکایت لے کر آیا تو آپ رضي الله عنه کی زوجہ گھر میں اونچا بول رہی تھی تو اس پر آپ رضي الله عنه نے تحمل و برداشت فرمایا۔ سیدنا عمر رضي الله عنه نے اس کے سامنے واضح کیا کہ زندگی میں جس کے اندر بچوں کو برداشت کرنے کا فن نہیں آیا اس نے بچوں کے ساتھ پیار نہیں کیا تو اللہ بھی اس کے ساتھ پیار نہیں کرتا۔

عائلیات سیدنا عثمان رضي الله عنه اور تحمل و برداشت کے مظاہر

سیدنا عثمان رضي الله عنه آپ خلیفہ ثالث اور امیر المومنین ہیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اپنی دو شہزادیاں ان کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دیں تھی، ان کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : أَن النبي صلي الله عليه وآله وسلم صعد أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ : اثْبُتْ أُحُدًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ [11]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکر رضي الله عنه، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم بھی تھے، اچانک پہاڑ ان کے آنے کی خوشی کے باعث (جوش مسرت سے) جھومنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے احد! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

بچوں کے ساتھ تحمل و برداشت اور پیار بھری زندگی میں صحابہ کرام ایک مثالی زندگیوں کے مالک تھے جیسا کہ حضرت عثمان رض کے بارے میں آتا ہے۔

علامہ سیف اللہ نعمانی لکھتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عام قاعدہ یہ تھا کہ ان کے کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اس کو منگاتے اور فرط محبت سے سوکھتے۔[12]

عائلی زندگی کی یہ اک حسین مثال ہے کہ بچوں کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آنا، ان کے ساتھ پیار کرتا، ان کے حقوق کا خیال رکھنا، صحابہ ہی کی زندگیوں کا ایک خاص حصہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو ازواج کے انتقال پر صبر فرمایا ہے۔

عائلیات سیدنا عثمان رضي الله عنه اور تحمل و برداشت کے مظاہر

عائلیات سیدنا علی المرتضی اور تحمل و برداشت کا نمونہ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي البَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي، فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ

---

[10] عبداللہ فاران، سیرۃ الصحابہ، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور، ص 78

[11] ابو داود، السنن ابی داود، کتاب: السنة، باب: في الخلفاء، 4 / 212

[12] سیف اللہ، العمال، سیرۃ الصحابۃ، مکتبہ قادریہ لاہور، ص 154

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ»[13]

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہا گھر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آگئی اور وہ مجھ پر خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرو کہ کہاں ہیں؟ وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم سے دھول جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے اٹھو ابو تراب اٹھو۔

افادات: تراب عربی میں مٹی کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ازراہِ محبت لفظ ابو تراب سے بلایا بعد میں یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہو گئی اور آپ اپنے لیے اسے بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، مگر عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں۔ آپ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت پیدا کرنے کے خیال سے اس طرز سے گفتگو فرمائی۔ میاں بیوی میں گاہے گاہے باہمی ناراضگی ہونا بھی ایک فطری چیز ہے۔ مگر ایسی خفگی کو دل میں جگہ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے خانگی زندگی تلخ ہو سکتی ہے۔ اس حدیث سے مسجد میں سونے کا جواز نکلا۔ یہی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ہے جس کے تحت آپ نے اس حدیث کو یہاں ذکر فرمایا۔ جو لوگ عام طور پر مسجدوں میں مردوں کے سونے کو ناجائز کہتے ہیں، ان کا قول صحیح نہیں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

عائلی زندگی میں تحمل و برداشت اور فقہائے امت

حضور اکرم ﷺ کی امت کی یہ فضیلت ہے کہ اللہ نے اس امت کے افراد سے بنی اسرائیل کے انبیاء جیسا کام لیا ہے اور ان کے ذمہ اللہ نے نیکی کرنے کا حکم دینا اور برائی سے روکنا لگایا ہے، جس کی وجہ سے یہ امت تمام امتوں سے بہتر امت قرار پائی ہے، اور پھر اللہ نے اس امت میں حضور اکرم ﷺ کے بعد ایسے افراد پیدا فرمائے جو کہ واقعی اپنی مثال آپ تھے اور انہوں نے اس امت کی خیر خواہی اور بھلائی کیلیے دینی خدمات، اور قرآن و حدیث میں جو خدمات دی ہیں ان کی بھی کہیں مثال نہیں ملتی۔ آج امت میں ان افراد کو فقہائے امت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جن کی پیشن گوئی، اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے آنے سے قبل ہی فرما دی تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے نہ اللہ کو دیکھا نہ اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا مگر بن دیکھے اللہ پر ایمان لائے اور اس کے دین کا کام کرتے رہے۔

عائلی زندگی میں تحمل و برداشت اور فقہاء کے اقوال

---

[13] صحیح بخاری حدیث نمبر: 441

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اللہ خالق کائنات نے اس کائنات کو تخلیق فرمایا، اور ہر شے کو جوڑا جوڑا تخلیق فرمایا اور بالخصوص انسان کا جوڑا اللہ نے تمام مخلوق میں سے منفرد پیدا فرمایا ہے، اور اس جوڑے میں سے انبیاء، اولیاء اور فقہاء پیدا ہوئے اور بالخوص نبی پاک کی امت نے تجرد کی زندگی سے کنارہ کشی کی ہے اور عائلی زندگی اپنے بچوں کے ساتھ بسر کی ہے۔ ان میں ایسے افراد ہوئے ہیں جن پر انسانیت کو آج بھی اور کل بھی فخر رہے گا۔ ایسے لوگوں میں وہ ہیں جنہوں نے دین کیلیے خدمات سرانجام دیں ہیں، ان ہی میں آئمہ اربعہ شامل ہیں جنہوں نے دین کی خدمات بھی کی، کمال دینی کام بھی کیا اور ساتھ ساتھ عائلی حقوق و فرائض کو بھی سر انجام دیا ہے۔

عائلیات امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور تحمل و برداشت کے تعاملات

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے دین اسلام میں چار آئمہ مجتہدین میں ایک نام امام ابو حنیفہ کا ہے۔ چاروں آئمہ حق پر ہیں۔ سارے ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ ان میں سب سے بڑے امام ابو حنیفہ ہیں۔

آپ کی ولادت کے متعلق تین اقوال ملتے ہیں، پہلے قول کے مطابق 61 ہجری دوسرے قول کے مطابق 70 ہجری اور تیسرے قول کے مطابق آپ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی ہے، جمہور ائمہ کے نزدیک امام اعظم کی ولادت کے بارے راجح قول ہے کہ آپ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی ہے۔[14]

عظیم محدث امام ذہبی لکھتے ہیں:

وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِينَ فِي حَيَاتِ صِغَارِ الصَّحَابَةِ [15]

یعنی آپ صغار صحابہ کے زمانے 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔"

امام صاحب کی عائلی زندگی اور تحمل و برداشت

امام اعظم ابو حنیفہ پر اللہ کی عائلی زندگی میں بغور دیکھیں تو یہ نبی کریم ﷺ کی مکمل طور پر پاسداری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور تقویٰ اور پرہیز گاری کے اعتبار سے لاجواب اور بے مثال نظر آتے ہیں۔ علم حدیث کے بے مثال محدث حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قدمت الكوفة فسألت عن ازهد اهلها فقالو ابو حنيفة[16]

میں کوفہ پہنچا اور لوگوں سے پوچھا یہاں سب سے بڑا متقی پرہیزگار کون شخص ہے۔ سب لوگوں نے کہا امام اعظم ابو حنیفہ ہیں۔"

حضرت نا مکی بن ابراہیم نے ارشاد فرمایا:

جلست الكوفيين فلم او فيهم اورع منه [17]

یعنی: میں کوفہ والوں کے پاس بیٹھا تو ان میں کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ پرہیز گار نہ دیکھا۔"

علامہ تراب الحق صاحب رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

[14] سیف اللہ نعمانی، سیرۃ الصحابہ، مکتبہ قادریہ لاہور، ص 154

[15] امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء، 6/391

[16] امام ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 6/391

[17] امام ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 6/391

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ایک مرتبہ امام اعظم نے فروخت کرنے کے لیے اپنے خادم کو بہت سارا کپڑا دیا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا امام اعظم نے فرمایا جب اس کپڑے کو بیچے تو عیب ضرور بیان کرنا۔ اُس نے بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گیا اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے۔ جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرمادی، جو تیس ہزار درہم تھی۔ 3 عائلی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ گھر کے خادم اور ملازمین ہوتے جنھیں ہم اپنے گھر میں رکھ لیتے ہیں مگر افسوس کہ بعد میں ان کی قدر نہیں کی جاتی، حالانکہ امام صاحب نے کس قدر تحمل مزاجی کا مظاہرہ فرمایا کہ ،ایک غلام کو کپڑا دیا ہے کہ یہ عیب بتا کر فروخت کرنا مگر اس کے نہیں کیا، تو امام صاحب نے اسے ڈانٹا تک نہیں۔[18]

عائلیات سیدنا امام مالک بن انس اور تحمل و برداشت کے نظائر

آپ دار ہجرت (مدینہ منورہ) کے امام، شیخ الاسلام اور کبار ائمہ میں سے ہیں۔ آپ حجاز مقدس میں حدیث اور فقہ کے امام مانے جاتے تھے۔ امام شافعی نے ان سے علم حاصل کیا اور امام ابو حنیفہ بھی آپ کی مجالس علمی میں شریک ہوتے رہے۔

امام صاحب کا عائلی زندگی میں تحمل و برداشت

سیدنا انس بن مالک ایک جلیل القدر تابعی بزرگ ہیں اور آئمہ میں آپ کا شمار تیسرے نمبر پر ہوتا ہے، آپ انتہائی رحم دل اور تحمل مزاج آدمی تھے۔ آپ اپنے خطبات میں عائلی حقوق کی پاسداری کی تلقین کرتے تھے۔ سید سلیمان ندوی امام مالک کی سیرت میں لکھتے ہیں کہ امام مالک ایک تحمل مزاج آدمی تھے اپنے گھر اور علم حاصل کرنے والوں کے درمیان انتہائی سادگی کے ساتھ رہتے تھے، اور اللہ سے ڈرنے، حق کا ساتھ دینے اور عورتوں کے حقوق کی پاسداری کی تلقین کرتے اور فرماتے:

لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی ہی عبادت کیا کرو، کسی پر ظلم نہ کرو ظلم قرض بن کر لوٹ آتا ہے، اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرو ان کی دین اور دنیا کی ضروریات کا خیال رکھا کرو قیامت کے دن تم سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔[19]

آپ نے عائلی زندگی کے بارے میں ایک خوبصورت پیرے میں جامع تلقین کی، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ خود ایک عورت کے حقوق اور اس کے بارے میں مسائل ان کے بارے میں کوئی ڈھیل نہیں رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ منصور عباسی کے زمانے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ جبری طلاق (طلاق مکرہ) یعنی لیس علی مستکرۃ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ گورنر مدینہ کو اندیشہ دامن گیر ہوا کہ اس فتوی کی زد، ابو جعفر منصور کی بیعت پر پڑے گی، جس نے جبرا اپنی رعیت سے بیعت لی تھی۔ اس نے امام ممدوح کو دارالامارات میں طلب کیا اور آپ کی رفعت شان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ستر کوڑے لگوائے، مشکیں اس زور سے کس دی گئیں کہ ہاتھ بازو سے جدا ہو گیا، لیکن اس تکلیف و کرب کے عالم میں آپ اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو گئے (جس پر آپ کو تذلیل و تشہیر کے لیے سوار کرایا گیا تھا) اور بلند آواز سے پکارتے بھی جاتے تھے اور فرماتے تھے:

جو مجھ کو جانتا ہے، وہ جانتا ہے، جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ مالک بن انس ہوں، فتوئی دیتا ہوں کہ طلاق جبری (مکرہ) درست نہیں[20]۔"

---

[18] امام ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 6/391

[19] سید سلیمان ندوی، حیات امام مالک، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص179

[20] علامہ تراب الحق قادری، سیرت آئمہ اربعہ، ص153

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

امام صاحب عائلی زندگی کے دیگر مسائل بھی دریافت کیے جاتے تو آپ ان میں بھی عورتوں کے حقوق کی تلقین کرتے۔اور صرف احادیث پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ صحابہ کرام کے فیصلے کی روشنی میں عائلی مسائل حل کرتے ہیں اور اس رائے کو قبول کرتے ہیں جو زیادہ مصالح (مصلحت عامہ) کے قریب تر پاتے ہیں اور اس سلسلہ میں اہل مدینہ کے اجماع سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

عائلیات امام محمد بن ادریس

سیدنا امام شافعی جن کا اصل نام، محمد بن ادریس شافعی ہے۔آپ جلیل القدر آئمہ سے ہیں۔

امام صاحب کا عائلی زندگی میں تحمل و برداشت

امام شافعی نے بھی عائلی زندگی پر کثیر مسائل کا حل پیش کیا ہے اور اس بارے میں ایک فقہی ذخیرہ ہے جو فقہ کی کتب میں موجود ہے، آپ نے عائلی معاملات میں تحمل و برداشت پر روز دیا ہے جیسا کہ محمود اشرف صاحب امام شافعی کے ملفوظات میں لکھتے ہیں۔

سیدنا امام شافعی نے ایک خطبے میں فرمایا:

اللہ نے مرد و عورت کو ایک جان سے پیدا فرمایا ہی اس لئے ہے کہ ان کے درمیان انسیت قائم رہے، کامیاب ازواجی زندگی کا اللہ نے یہ ایک خوبصورت ناطہ جوڑا ہے اس کا خیال کرو اور عورت کے معاملات کو برداشت کرو وہ تمہارے گھر اور تمہارے بچوں کی محافظ ہے۔[21]

امام صاحب نے ایک خوبصورت جملے میں عائلی معاملات پر زور دیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ خیال کرے کہ اللہ نے اس کا جوڑا اس سے ہی پیدا فرمایا ہے گویا کہ وہ اس کی زندگی کا حصہ ہے جیسا کہ ہمارے ہی ہاتھوں سے اگر کوئی غلط کام ہو جاتا ہے تو کیا کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کاٹے ہیں ؟ہر گز ہر گز نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ وہ ہمارے ہی جسم کا حصہ ہے اس کے ساتھ تحمل و برداشت کا وہی جذبہ رکھو جو اپنے جسم بارے ہے۔

عائلیات امام احمد بن حنبل اور صبر و تحمل کا جائزہ

امام صاحب کا مکمل نام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشابانی المروزی ثم البغدادی ہے۔آپ عجمی نہ تھے بلکہ خالص عربی تھے۔ماں باپ دونوں کی طرف سے شیبانی تھے۔ شیبان بھی عدنانی قبیلہ ہے جو ترا   ابن معد عدنان کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتا ہے۔یہ قبیلہ بہادری، شجاعت، حمیت اور غیرت کے اعتبار سے بہت ممتاز رہا ہے۔

امام صاحب کا عائلی زندگی میں تحمل و برداشت

امام احمد بن حنبل ایک متحمل مزاج شخصیت کے حامل انسان تھے، آپ نے عائلی زندگی ہو یا معاشی زندگی ہو یا معاشرتی زندگی ہو ہر جگہ پر تحمل و برداشت کا مظاہر فرمایا ہے۔اور آپ ایک رحم دل انسان تھے اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے تھے اور آپ کے درس و تدریس میں بھی یہی سبق خاص ہوتا تھا۔

علامہ تراب الحق قادری میں اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

[21] محمود اشراف، ملفوظات امام شافعی، مکتبہ دار العلوم کراچی، ص 219

ایک بار امام احمد بن حنبل ریااللہ یہ سبق پڑھا رہے تھے کہ ایک عورت جس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، وہ آپ کی خدمت میں آئی کہ میرے شوہر نے مجھ پہ میرے والدین کا دروازہ بند کرر کھا ہے اور آج اجازت طلب کرنے پر مجھے مارا ہے، کیا میں اس کی اجازت کے بغیر والدین کے گھر جا سکتی ہوں؟ آپ نے اس کے شوہر کو بلایا اور، اسے اللہ سے ڈرنے کی تلقین کی اور فرمایا۔اللہ نے اس کو آزاد پیدا فرمایا ہے اور اس کے بعد اس کو تیرے ساتھ اپنے نام کے وسیلے سے جوڑا ہے،اس کے ساتھ صبر واستقامت کا برتاؤ کر، یہ ایک ٹیڑھی پسلی ہے۔[22]

امام احمد بن حنبل ہم اللہ الیہ نے اس مرد کو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو یہ بھی یاد دلایا کہ اللہ نے اس کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا فرمایا ہے اور ٹیڑھی چیز ٹیڑھی ہی رہتی ہے تو اس لئے تم بھی اس کے ساتھ تحمل و برداشت کا برتاؤ کرو۔

خلاصہ کلام

آخر میں، خاندانی زندگی کے تناظر میں قابل قدر اور رواداری کی امثلہ، جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں صحابہ اور فقہاء کے اقوال سے روشن ہوتا ہے، مضبوط اور ہم آہنگ خاندانی رشتوں کی پرورش میں ان کی بنیادی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ان تعلیمات کی روشنی سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ صبر، استقامت اور مصیبت کے وقت ثابت قدمی، خاندانی بہبود کو برقرار رکھنے کے لیے ایک سنگ بنیاد کا کام کرتی ہے۔اسی طرح، رواداری ایک اہم خوبی کے طور پر ابھرتی ہے، خاندان کے افراد کے درمیان افہام و تفہیم، ہمدردی اور قبولیت کو فروغ دیتی ہے، اس طرح اتحاد اور پرامن بقائے باہمی کو فروغ دیتی ہے۔مطالعہ سے حاصل ہونے والی بصیرتیں جدید خاندانی حرکیات کی پیچیدگیوں کو سمجھنے میں ان خوبیوں کی عملی مطابقت پر زور دیتی ہیں۔روزمرہ کی خاندانی زندگی میں صحابہ اور فقہا کی حکمت کو ضم کر کے، افراد رہنما اصولوں کے طور پر لچک اور رواداری کو فروغ دے سکتے ہیں، مضبوط، زیادہ لچکدار خاندانی تعلقات کو فروغ دے سکتے ہیں۔مزید برآں، مطالعہ تنازعات کے حل کو فروغ دینے اور خاندانی اکائی کے اندر باہمی احترام اور تعاون کے کلچر کو فروغ دینے میں ان خوبیوں کی تبدیلی کی صلاحیت کو اجاگر کرتا ہے۔بالآخر، برداشت اور رواداری کی اقدار پر مبنی ہم آہنگ خاندانوں کی تعمیر کی طرف سفر جاری ہے۔تاہم، ان خوبیوں کو اپناتے ہوئے اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر، افراد پرورش اور معاون خاندانی ماحول پیدا کرنے کی طرف ایک راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں جو زندگی کے چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے برداشت اور نشوونما پاتے ہیں۔

---

[22] علامہ تراب الحق قادری، سیرت آئمہ اربعہ، ص187 علامہ تراب الحق قادری، سیرت آئمہ اربعہ، ص189